خبیب نے کفار مکہ کے ہاتھ سے قتل ہوتے ہوئے پڑھے تھے۔

لست امالی حین اقتل مسلما * علی ای شق کان فی اللہ مصرعی

وذلک فی ذات الالٰہ وان یشأ * یبارک علی اوصال شلو ممزع

یہ تو ایک روحانی بزرگوں کی مثال ہے محمد علی جن کی گرد کو بھی نہیں پہنچا ہوگا۔ افسوس تو یہ ہے کہ وہ آجکل کے پولٹیکل شیدائیوں کی طرح بھی نہ ہوا جو پھانسی پر چڑھکر بھی "انقلاب زندہ باد" کے نعرے پر جان دیتے ہوئے کہہ جاتی ہیں

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز

کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد

۵

سید محمد شریف صاحب امیر جماعت (گھڑیالہ) اور میاں محمود صاحب قادیانی میں

محاکمہ

عبدالروف جانباز
5/11/86

"مباہلہ ضرور ہو"

(نقل مطبوعہ اشتہار)

ناظرین کرام! آپ لوگوں کو معلوم ہوگا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جب مسیحیت اور مہدویت کا دعوےٰ کیا تو اس کے ثبوت میں اُنہوں نے اپنی روحانیت کو یوں پیش کیا کہ میری دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ چنانچہ اسی زعم میں اُنہوں نے مولوی عبدالحق غزنوی ساکن امرتسر سے ۱۵۔جون ۱۸۹۳ء مطابق ۱۰۔ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ کو عیدگاہ امرتسر میں مباہلہ کیا تھا۔ اس مباہلہ کے بعد مرزا صاحب پہلے فوت ہوئے اور غزنوی صاحب کا

* (ترجمہ) میں جبکہ اللہ کی راہ میں قتل ہوتا ہوں تو مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ میں کس پہلو پر گرتا ہوں۔ یہ تکلیف اللہ کی راہ میں ہے اگر وہ چاہیگا تو کٹے ہوئے جوڑوں میں برکت کر دیگا ۱۲

نو سال بعد انتقال ہوا (حالانکہ مرزا صاحب کا صاف قول ہے کہ "مباہلہ کرنیوالوں میں سے جو جھوٹا ہوتا ہے وہ سچے کے سامنے مرجاتا ہے"۔ اخبار الحکم ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

دوسرا واقعہ مرزا صاحب کی روحانیت کا یہ ہے کہ اُنہوں نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار دیا جس کا نام تھا "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ"۔ اس اشتہار میں اُنہوں نے دعا کی کہ یا اللہ! مولوی ثناء اللہ میری تکذیب اور تردید کرتا ہے اس لئے میں تیرے تقدس کا دامن پکڑ کر دعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں میں سے جو تیرے نزدیک جھوٹا ہے اس کو سچے کی زندگی میں فوت کر"۔

اس دعا کو مرزا صاحب نے خدا کے حضور میں رجسٹری بھی کرا دیا۔ کیونکہ قادیانی اخبار "بدر" میں لکھا تھا کہ میں (مرزا) نے جب ثناء اللہ کی بابت دعا کی تو مجھے الہام ہوا کہ "اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ" یعنی میں (خدا) نے تیری یہ دعا قبول کرلی۔ (۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء)

نتیجہ مولوی عبدالحق غزنوی سے ۹ سال پہلے اور مجھ خاکسار سے آجتک ۲۳ سال پہلے مرزا صاحب کا فوت ہو جانا صاف صاف فیصلہ خداوندی ہے کیونکہ مرزا صاحب کا اپنا قول ہے۔

"مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہوجاتا ہے"

(اخبار الحکم ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۹) فقطع دابر القوم الآیۃ

باوجود ان فیصلوں کے قادیان سے مباہلہ کی آواز اُٹھتی رہی۔ جس کے جواب میں جلسہ اہلحدیث بٹالہ میں سید محمد شریف صاحب گھڑیالوی نے میاں محمود کو دعوت مباہلہ دی۔ جس کے لئے وہی مقام (امرتسر) جہاں ان کے والد مرزا صاحب متوفی نے مباہلہ کیا تھا، متعین کیا۔ اور تاریخ ۱۲ جون ۱۹۳۱ء مقرر کی۔

اس کے جواب میں میاں محمود صاحب قادیانی نے بذریعہ اشتہار

اعلان کیا کہ میں مباہلہ کرنے کو تیار ہوں مگر بشرائط ذیل۔

(۱) ہر فریق اپنے اتباع میں سے ہزار یا پانچسو آدمی ساتھ لائے جو مباہلہ میں شریک ہوں۔ اُن کے نام اور پتے پہلے بتائے جائیں۔

(۲) ہر فریق دو گھنٹے پہلے تقریر کرے جس میں مسئلہ حیات و وفات مسیح پر اور صداقت یا بطالت مرزا پر بحث ہو۔

(۳) یہ دو امر تو قطعی لاتبدیل ہیں۔ ان کے علاوہ اور امور کے تصفیہ کے لئے ایک کمیٹی بنے جس میں دو دو ممبر فریقین کے، اور تین ممبران چاروں کے انتخاب سے، کل سات ممبروں کی کمیٹی مبادی مباہلہ کا فیصلہ کرے۔

ہماری رائے میں جو بالکل واقعات پر مبنی ہے، میاں صاحب قادیانی نے بظاہر مباہلہ کا اقرار کیا۔ لیکن درحقیقت فرار۔ اس کی تفصیل بتانے کے لئے ہم پہلے مباہلہ کے تاریخی واقعات سناتے ہیں۔

کچھ شک نہیں کہ مباہلہ کا مسئلہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ جہاں عیسائیوں کو کہا گیا ہے کہ

ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ

آؤ ہم دونوں فریق اپنے اپنے عیال کو ساتھ لیکر بالمقابل دعا کریں جس میں جھوٹوں پر لعنت کریں۔

اس آیت کے اُترنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں عمل کیا کہ حضرات علی۔ فاطمہ اور حسن حسین رضی اللہ عنہم کو ساتھ لیا اور فرمایا میں جب دعا کروں گا تو تم نے آمین کہنا۔ (تفسیر معالم وغیرہ)

ہاں بطور خود شرکت کرنے والے اور اصحاب بھی تھے۔ میاں محمود صاحب نے ابن عساکر سے حضرات ابو بکر۔ عمر۔ عثمان وغیرہ رضی اللہ عنہم کا ساتھ نکلنا نقل کیا ہے وہ بطور شرکت تھا بطور شرط نہیں تھا۔ اسی طرح

ابو حیان سے کسی جماعت کا منقولہ قول بھی بطور واقعہ کے نہیں ہے۔ بلکہ محض اُس قائل کا خیال ہے۔ واقعہ صرف یہی ہے جو تفسیر معالم وغیرہ میں مذکور ہے۔ کہ حضور مع عیال خود میدان کی طرف تشریف لے گئے۔ مگر عیسائی نہ آئے۔ اُنہوں نے اس میں اپنی ہلاکت سمجھی۔

یہ تو ہے سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ۔ اب سنئے مرزا صاحب نے مولوی عبدالحق غزنوی کے ساتھ مباہلہ کیسے کیا۔

(۱) مباہلہ سے پہلے کوئی تقریر نہیں کی۔ کیونکہ مرزا صاحب سے اس بات کا فیصلہ ہو گیا تھا کہ تقریر کوئی نہ ہوگی۔ چنانچہ مرزا صاحب کے الفاظ یہ ہیں۔

"مجھے منظور ہے کہ مقام مباہلہ میں کوئی وعظ نہ کرونگا۔" (خط مرزا صاحب مندرجہ اشتہار غزنوی ۸۔ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ۔ جون ۱۸۹۳ء)

صرف اُن الفاظ میں فریقین کی دعا تھی جو مقرر ہو چکے تھے۔

(۲) مولوی عبدالحق غزنوی اکیلے تھے۔ کیونکہ مرزا صاحب نے اعلان کیا ہوا تھا کہ

"مجھ کو اس شخص (غزنوی) اور ایسا ہی **ہر ایک** مکفر سے جو عالم یا مولوی کہلاتا ہے مباہلہ منظور ہے۔" (اشتہار مئی ۱۸۹۳ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۳ صفحہ ۴۹)

اسی لئے میاں محمود نے بھی حال میں تسلیم کیا ہے کہ

"حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے زمانہ میں **ایک ایک** آدمی کے ساتھ مباہلے ہوئے۔" (اخبار الفضل ۱۱۔ جولائی ۱۹۳۱ء صفحہ ۶)

پس ہزار پانسو کی تعداد بطور شرط کے مقرر کرنا خلاف سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ اور اعمال مرزا کے بھی مخالف ہے۔ لہذا یہ اقرار نہیں بلکہ فرار ہے۔

ایک بات میاں محمود نے یہ بھی کہی ہے کہ سید محمد شریف صاحب

سے تاریخ از خود مقرر کر لی۔ اور مقام مباہلہ بھی خود ہی مقرر کر دیا۔ جو ہم کو منظور نہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ میاں صاحب اس عذر میں بھی راستی پر نہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب نے بھی مقام اور تاریخ خود ہی مقرر کی تھی۔ (ملاحظہ ہو تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ)

مرزا صاحب متوفی نے اپنی مقرر کردہ تاریخ پر یہانتک اصرار کیا تھا کہ غزنوی مرحوم نے جب کسی وجہ سے تاریخ میں تبدیلی چاہی تو مرزا صاحب نے جواب میں لکھا۔

"اب ہرگز تاریخ تبدیل نہیں ہوگی۔ لعنۃ اللہ* علی من تخلف منا وما حضر فی ذالک التاریخ والیوم والوقت۔" (خط مرزا صاحب بنام غزنوی مرحوم مندرجہ اشتہار غزنوی مذکور)

نتیجہ واقعات نبویہ علے صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ اور افعال مرزائیہ سے مندرجہ ذیل نتائج صاف صاف نکلتے ہیں؛

(۱) مباہلہ اکیلے ہو سکتا ہے۔

(۲) مباہلہ میں کوئی تقریر نہیں ہوتی۔

(۳) تاریخ اور وقت مقرر کرنا داعی کا حق ہے۔

پس ان وجوہ سے ہم عند اللہ کہتے ہیں کہ میاں محمود صاحب مباہلہ کو ٹالتے ہیں۔ جس کی وجہ بجز اس کے کوئی نہیں کہ اُنہوں نے اپنے باپ کی موت دیکھی ہوئی ہے۔ اس لئے وہ موت سے گھبراتے ہیں اور سید صاحب بزبان حال ان کو کہتے ہیں۔ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْکُمْ۔

سید محمد شریف صاحب توجہ فرمائیں کچھ شک نہیں کہ مرزا صاحب بذریعہ مباہلہ غزنوی اور بذریعہ

* جو فریق مقررہ تاریخ اور وقت پر نہ آئے اُس پر اللہ کی لعنت ہو۔

"آخری فیصلہ" اپنے متعلق حق و باطل کا فیصلہ درگاہ خداوندی سے کرا چکے تھے۔ جو بحمد اللہ مسلمانوں کے حق میں کافی سے زیادہ مفید ثابت ہو چکا تھا۔ علاوہ آسمانی فیصلہ کے لودھیانہ میں انعامی مباحثہ میں بذریعہ مسلّمہ ثالث کے زمینی فیصلہ بھی ہو چکا تھا۔ جس میں اُنہوں نے مبلغ تین سو روپیہ مجھ خاکسار کو بطور مال غنیمت دیا تھا جس کی روئداد "فاتح قادیان*" کے نام سے مطبوعہ دفتر "اہلحدیث" امرتسر سے ملتی ہے۔

با ایں ہمہ آپ نے نئے سرے سے تحریک مباہلہ کی ہے تو اب آپ اس کی تکمیل بھی کیجئے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ آپ صاف لفظوں میں بذریعہ اشتہار اعلان کر دیں کہ

"میں (محمد شریف) مع عیال خود فلاں روز اتنے بجے فلاں جگہ فلاں"
"مقام میں میاں محمود قادیانی کے ساتھ مباہلہ کرنے کو پہنچ جاؤنگا"
"مضمون مباہلہ یہ ہوگا۔

"اے خدائے علیم و بصیر میں مرزا غلام احمد قادیانی کو اُن کے"
"دعوئے مسیحیت موعودہ وغیرہ میں جھوٹا جانتا ہوں اور میاں محمود"
"ان کو سچا کہتے ہیں۔ اے العالمین جو ہم میں سے تیرے نزدیک اس"
"بیان میں جھوٹا ہے تو اُس پر ایسی لعنت کر کہ دیکھنے والوں کو عبرت"
ہو۔ آمین۔"

اسی طرح میاں محمود کہیں کہ میں سچا جانتا ہوں وغیرہ۔ ہم وجدانی پیشگوئی کرتے ہیں کہ نصارائے نجران کی طرح میاں صاحب موصوف مقابلہ پر آنے میں پس و پیش کرینگے تو آپ اُن کو اسوقت صاف صاف سنا دیجئے گا ؎

بہانہ کرتا ہے ساقیا کیا نہیں ہے شیشہ میں مے کا قطرہ
خدا نے چاہا تو دیکھ لینا ترا سبو بھی نہیں رہیگا

(راقم ابوالوفاء ثناء اللہ (الملقب فاتح قادیان) امرتسر)

*قیمت مہر